جناب مختار

کربلا معرکۂ سیرت و کردار ہے تو

(بند:۸۶)

www.emarsiya.com

کربلا معرکۂ سیرت و کردار ہے تو کربلا سیرت و کردار کی معمار ہے تو
قوت صلح ہے تو حکمت پیکار ہے تو کربلا دین کا وہ جذبۂ بیدار ہے تو
حسنِ تدبیر بھی ہے جوہرِ تقدیر کے ساتھ
جیسے قرآن ہو قرآن کی تفسیر کے ساتھ

کربلا عجز کا دستور بھی تو ناز بھی تو کربلا عزم بشر بھی تو بشر ساز بھی تو
سرفروشی کا سلیقہ بھی سرافراز بھی تو جو دبائے نہ دبے حق کی وہ آواز بھی تو
دیں میں اقرار کا انکار کا حاصل تو ہے
حق و باطل کی روش میں حد فاصل تو ہے

صبر و شمشیر کے مصرف کا وہ دستور ہے تو جس سے ابھرے عمل و عزم کے کتنے پہلو
نبض ایماں میں رواں تیری حرارت سے لہو تو نے کیا کیا بشریت کے سنوارے گیسو
حسن اقدام بنا جوہر کردار بنا
کربلا فیض تھا تیرا ہی جو مختار بنا

کون مختار ولا کا جسے پیکر کہئے کون مختار جسے عزم کا جوہر کہئے
مرہم زخم دل آل پیمبرؐ کہئے کون مختار وفا کا جسے لشکر کہئے
جس نے احساس کو اظہار کی تدبیریں دیں
جس نے اخلاص کو اقدام کی شمشیریں دیں

www.emarsiya.com

کون مختار جو ہے صاحب عزم و ایثار کون مختار جو ہے دین کا ذوق بیدار
عزم حق جہد عمل عہد وفا کا شہکار اہل حق جس کو کہیں غیرت حق کی تلوار
وہ کہ جو نصرت اسلام کی حد آج بھی ہے
بلکہ توفیق تولا کی سند آج بھی ہے

جب بھی الجھے گا کبھی دین و دیانت کا نظام امن کی صبح سے ٹکرائے گی جب ظلم کی شام
جب بھی دے گا کوئی تدبیر عمل کا پیغام آئے گا ہونٹوں پہ بے ساختہ مختار کا نام
کس کو یہ اوج ملا کس کو یہ توقیر ملی
جو ترے ساتھ ہے مخصوص وہ تقدیر ملی

حسن اخلاص میں وہ دین کی نصرت کا کمال ضبط کی شان میں تنظیم شریعت کا مآل
فکر و احساس میں دستور صداقت کا جلال عزم و تدبیر میں تہذیب مودت کا جمال
بن کے بیداریٔ احساس کا جوہر اٹھا
کہہ کے لبیک جو ''ہل من'' کی صدا پر اٹھا

معجزہ الفت شبیرؑ کا کہیئے جس کو معرکہ مصرف شمشیر کا کہیئے جس کو
منفرد حکمت تدبیر کا کہیئے جس کو منتخب مالک تقدیر کا کہیئے جس کو
انتقام شہداء کی جسے تفصیل کہیں
نصرت حق کا جسے منظر تکمیل کہیں

مرحبا اے مرے تہذیب اطاعت والے مرحبا اے مرے بے لوث محبت والے
مرحبا اے مرے توفیق حمایت والے مرحبا اے مرے اخلاص مودت والے
ذکر سے تیرے ارادوں کو نمو ملتا ہے
فکر کو اوج تخیل کو علو ملتا ہے

تیری تدبیر عمل وہ جسے ایماں کہیئے تیری تمئیز نظر وہ جسے انساں کہیئے
تیری تنظیم کی قوت جسے عرفاں کہیئے تیرا دستور یقیں وہ جسے قرآں کہیئے
لاج قائم ہے ابھی جذبۂ ایمانی کی
آبرو تو نے رکھی فطرتِ انسانی کی

www.emarsiya.com

تیری نظروں میں تھا دربار کا وہ دور بلا آئے تھے قید میں جب اہل حرم بے پردا
تجھ کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جب اہل دغا لائے تھے ظلم کے دربار میں با جور و جفا
تجھ کو یہ منظر دل سوز دکھانے کے لئے
تیرے دل پر تبر و تیر لگانے کے لئے

کیا خبر تھی تجھے اس حال میں ہے آل نبیؐ سر شہ دیں کا کٹا اہل حرم ہیں قیدی
ہر طرف ہے ستم و جور کی اک آگ لگی قید میں تو تھا تجھے اس کی خبر کا ہے کو تھی
ظلم کا ہو گئے حق والے نشانہ ایسا
پھر گیا آل محمدؐ سے زمانہ ایسا

کیا سے کیا ہو گئے اقدار خبر تجھ کو نہ تھی قلعۂ دیں ہوا مسمار خبر تجھ کو نہ تھی
گرم عصیاں کا ہے بازار خبر تجھ کو نہ تھی ظلم کی اب ہے یہ رفتار خبر تجھ کو نہ تھی
حرم پاک پہ تشہیر کی تعزیریں ہیں
رسیاں ظلم کی ہیں خون کی زنجیریں ہیں

قتل جب مسلم بے پر ہوئے تو قید میں تھا قتل جب ہانی مضطر ہوئے تو قید میں تھا
قتل جب میثم صفدر ہوئے تو قید میں تھا قتل جب سبطِ پیمبرؐ ہوئے تو قید میں تھا
قید میں تو تھا کہ جب آل کی تشہیر ہوئی
ظلم بازار میں دربار میں تحقیر ہوئی

اس طرح ظلم کا طوفان اٹھایا جائے اس طرح دین کو اک کھیل بنایا جائے
آل اطہار کو دربار میں لایا جائے اور منظر یہ محبوں کو دکھایا جائے
قلب ٹکڑے تھا جگر درد سے صد پارہ تھا
خوں رگوں میں تھا کہ پگھلا ہوا انگارہ تھا

دل سے اس وقت جو کچھ عہد وفا نے باندھے لفظ و گفتار کے پابند نہ تھے وہ خاکے
یوں تو سچ ہے نہ کہا کچھ بھی زباں سے تو نے تھی مگر آہ جو لب پر وہ رجز تھی جیسے
کون سی ہے وہ سحر جس کے لئے شام نہیں
ظالمو ڈھیل یہ قدرت کی ہے انعام نہیں

یہ صدا دل کی تھی اس شدتِ تعزیر کے بعد
ایسے جینے پہ ہے لعنت جو ہو شبیرؑ کے بعد
حرمِ پاک کی اس خواری و تشہیر کے بعد
زندگی اور ہے اس منظرِ تحقیر کے بعد
لب پہ غیرت کی صدا تھی کہ اجل بہتر ہے
سانس اب سانس نہیں ہے خلشِ خنجر ہے

تجھ کو دربار میں یوں کر کے بد ایماں رسوا
اس طرح دیتے ہوئے غیرتِ حق کا چرکا
زعم میں فتح کے بھولے ہوئے ہر حکمِ خدا
مضحکہ کرتے ہوئے حق کا بصد جور و جفا
نخوت و کبر سے سر اپنا اٹھائے ظالم
کھینچ کر پھر تجھے زندان میں لائے ظالم

بدتر از قبر وہ محبس جو کرے دل کا لہو
ناوکِ وہم و گماں اور یقیں کے پہلو
آگ بن بن کے وہ آنکھوں سے ٹپکتے آنسو
دن ہو یا رات اندھیرا ہی اندھیرا ہر سو
وقت کا ہوش نہیں سمت کا احساس نہیں
کوئی مایوس اداسی کے سوا پاس نہیں

ہر طرف خوف کے عفریت ہیں دہشت کے ہیں بھوت
ہر طرف وہم کا شیطان گماں کے طاغوت
زندگی جسم کے کاندھے پہ ہے جیسے تابوت
محشرستانِ خیالات وہ پر ہول سکوت
قیدِ تنہائی پیہم کا جو اک عالم ہے
جیسے سب رابطۂ فکر و نظر برہم ہے

بے یقینی وہ کہ احساس سے شدت لے لے
دہشت و خوف جو سینے سے حرارت لے لے
وہ خموشی کہ جو گویائی کی طاقت لے لے
وہ اندھیرا کہ جو آنکھوں سے بصارت لے لے
اژدہے موت کے ہر سمت مکیں ہیں جیسے
زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں جیسے

آرزو دل سے کبھی دور تو ہے پاس کبھی
ہوش سویا سا کبھی جاگتا احساس کبھی
شدتِ فکر میں الجھے ہوئے انفاس کبھی
ہیبتِ غم میں کبھی آس تو بے آس کبھی
قیدخانہ وہ ہر احساس کا مقتل جیسے
روح سینے میں ہے اک عضوِ معطل جیسے

www.emarsiya.com

ہے وہ سناٹا کہ توفیقِ سماعت مضطر
قفل وہ لب پہ خموشی کا ہو جیسے خنجر
منجمد ہو کے زمیں اور زماں کا چکر
ہاتھ شل پاؤں معطل تو ہے مفلوج نظر
محبسِ ظلم کہ ہو قبر کا گوشہ جیسے
ایک بے حرکت و آواز کی دنیا جیسے

سانس کی طرح وہ سینے میں اٹکتا ہوا وقت
یاس کے سنگ پہ سر اپنا پٹکتا ہوا وقت
پھانس بن کر وہ کلیجے میں کھٹکتا ہوا وقت
ایسی منزل کہ جہاں راہ بھٹکتا ہوا وقت
سامنے ایک خلا بے جہت و منزل ہے
حال وہ جس میں نہ ماضی ہے نہ مستقبل ہے

ہر جفا ظلم کی ڈوبی ہوئی شمشیر ہوئی
گھٹ کے مر جائیں یہی ظلم کی تدبیر ہوئی
قید خانے میں بھی یہ شدتِ تعزیر ہوئی
ہتھکڑی ہاتھ میں اور پاؤں میں زنجیر ہوئی
مضطر و مضطرب الحال یوں ہی گذرے ہیں
ایک دو دن نہیں چھ سال یوں ہی گذرے ہیں

اے مرے مردِ یقیں یہ تیرا ذوق بیدار
دہشتِ ظلم مسلسل کے رہے وار پہ وار
تو تھا اس حال میں بھی ذوقِ ولا سے سرشار
ہیبتِ جبر میں وہ عہدِ تولا کا نکھار
پھول کھلتے رہے اخلاص و مودت والے
ہوتے ہیں ایسے ہی ایقان امامت والے

دل سے ہر سانس میں باتیں تھیں یہی صبح و مسا
خواہشِ زیست نہیں اے مرے مالک اصلا
ہے فقط فکر یہی اجرِ رسالت ہو ادا
ہو عطا بندۂ ناچیز کو اخلاص و ولا
سچ ہے مالک مرے میرا کوئی مقدور نہیں
تیری قدرت سے رہائی مری کچھ دور نہیں

کربلا والوں کی تہذیبِ شہادت کی قسم
جبر و دہشت میں اس آزاد طبیعت کی قسم
جوشِ نصرت کی قسم ہوشِ اطاعت کی قسم
حق سے الفت کی قسم ظلم سے نفرت کی قسم
دم بدم جوشِ تولا کو جلا دیتی ہے
کربلا آج بھی ہل من کی صدا دیتی ہے

گفتگو تھی جو یہی دل سے مسلسل پیہم — دل کے زخموں پہ رکھا قدرتِ حق نے مرہم
اک محبّ اور ہوا داخلِ زندانِ ستم — یعنی دو اہل ولا یوں ہوئے قسمت سے بہم
عہد باندھے گئے باطل کو مٹانے کے لئے
حسن تدبیر سے تقدیر بنانے کے لئے

وہ عمیرہ و اتالیق حق آگاہ و خلیق — الفت آل کا مجرم ترا محبس کا رفیق
بات کا اپنی دھنی حق نگہہ وخوش توفیق — قول کی جس کے ہے توفیق عمل سے تصدیق
جس نے یوں تیری رہائی کا سرانجام کیا
جس کا امکاں نہ تھا اس عہد میں وہ کام کیا

قیدخانے میں وہ قرطاس و قلم پہنچانا — یوں ترے ہاتھ سے تفصیل سے خط لکھوانا
وہ امانت لئے پھر سوئے مدینہ جانا — تیری ہمشیر کا اس طرح ترا خط پانا
پھر مدینہ سے وہ تدبیر رہائی کا سفر
شام کی سمت بعجلت وہ فدائی کا سفر

وہ مودت کا پرستار وہ سرشار ولا — منزل شام کی جانب بصد اخلاص چلا
چند ہفتوں میں مہینوں کا سفر طے کرتا — ہر قدم پر یہی احساس یہی پاس وفا
مقصد دین و دیانت پہ نہ آنچ آئے کہیں
وقت سے پہلے دلی راز نہ کھل جائے کہیں

وہ کڑی دھوپ کہ ہر گام پہ اک سیل رواں — سخت وہ وقت کہ ہر سانس ہے اک کوہ گراں
امرِ حق کی وہ نزاکت کہ عیاں را چہ بیاں — لینے فرعون سے موسیٰؑ کے لئے خط اماں
ہر کڑی جھیل کے وہ دین کا یاور آیا
شام میں حق و صداقت کا وہ پیکر آیا

حسن اخلاص نے ہر گام پہ کی راہبری — سخت مشکل تھی یقیناً پہ مہم سر یہ ہوئی
خط سفارش کا ملا قلب نے راحت پائی — کتنی سرعت سے چلا کوفہ کی جانب غازی
شام سر کرکے چلا کوفہ کو سر کرنے کو
سطوتِ ظلم و ستم زیر و زبر کرنے کو

www.emarsiya.com

یوں رہا کرکے تجھے قید ستم سے مکار — لائے پھر بندشِ بے جا میں وہ مکروہ شعار
ستم و جور کا ہر سانس میں تھا قلب پہ وار — پھر بھی بدلا نہ ترے ذوق ولا کا معیار
تیرے تیور میں چمکتا رہا جذبہ تیرا
تھا مشیت کا اشارہ کہ ارادہ تیرا

تو نے زنداں سے دوبارہ جو رہائی پائی — دل پہ حالات نے اک طرفہ قیامت ڈھائی
ایسی کچھ کوفے کی تصویر نظر میں آئی — دہشت وخوف کی ہر سمت ہے بدلی چھائی
جس طرف آنکھ اٹھی ظلم کا طوفان ملا
کفر کی آگ میں جلتا ہوا قرآن ملا

قتل ہانی ہوئے کاٹی گئی میثم کی زباں — تنگ ہے جان پہ اربابِ مودت کے جہاں
مضطرب خوف سے ہے رات تو ہے صبح فغاں — ستم و جور کی شدت سے ہے کوفہ لرزاں
برق و آتش کی گلستاں پہ چڑھائی پائی
تو نے زندان سے اس وقت رہائی پائی

قوت عزم سے کرتی ہے حمیت یہ سوال — اہل انصاف ہیں اور دغدغۂ قید وقتال
غیرت نفس کو ہر آن جو ہے حق کا خیال — روح احساس یہ کہتی ہے کہ تلوار سنبھال
جوش بیدار عمل عزم حق آگاہ کے ساتھ
سعی کر قوت اتمام من اللہ کے ساتھ

ستم و جور کی بندش سے رہائی پا کر — نام پر حج کے بعجلت وہ مدینہ کا سفر
ہر قدم خوف میں ڈوبا ہوا ہر گام پہ ڈر — وہ ملاقات بہن سے تری با دیدۂ تر
اک مرقع غم و آلام کا پایا تجھ کو
تیری ہمشیر نے کس حال میں دیکھا تجھ کو

شدت قید مسلسل کے وہ چہرہ پہ نشاں — آنکھ میں زخم وہ رستا ہوا سانسیں لرزاں
لب ولہجہ سے نقاہت کا اثر صاف عیاں — وہ تاثر تری ہمشیر کا کیوں کر ہو بیاں
دست محروم سے سامانِ سکوں چھوٹ گیا
اس طرح سینہ میں دل تڑپا کہ دم ٹوٹ گیا

دفن کا فرض ادا کرکے بہ چشم خونبار   خدمت سید سجادؑ میں آئے مختار
دل مایوس پہ درد و غم و آلام کا بار   نہ سکت دل کو خموشی کی نہ تاب گفتار
کربلا دل میں لئے کرب وبلا آنکھوں میں
تھا عجب درد کا طوفان چھپا آنکھوں میں

دل مایوس کا وہ حال کہ جیسے بسمل   سانس الجھی ہوئی آنکھوں کا اٹھانا مشکل
کشمکش ایسی کہ طوفان میں جیسے ساحل   رخ اقدس پہ نظر کی تو امنڈ آیا دل
ہر نفس حشر تو ہر سانس قیامت دیکھی
جو بیاں ہو نہ کسی طرح وہ حالت دیکھی

نقش ابھرے ہوئے ہیں ظلم کی تحریروں کے   زخم اب تک ہیں ہرے جبر کی شمشیروں کے
گھاؤ تازہ ہیں ابھی قید کے تشہیروں کے   اب بھی باقی ہیں نشاں طوق کے زنجیروں کے
خون بن بن کے بہے جاتے ہیں آنسو اب تک
جیسے بدلا ہی نہیں وقت نے پہلو اب تک

دل پہ اک تیر لگا جوش حمایت بن کر   عزم حق جہد وفا فرض شرافت بن کر
تعزیت آئی جو ہونٹوں پہ مودت بن کر   لب پہ آیا یہ سخن درد کی شدت بن کر
نصرت حق کی کلی سوکھ رہی ہے کھل جائے
اذن بدلے کا جفا کاروں سے مولا مل جائے

سن کے مختار کی یہ بات ہوا قلب تپاں   اشک آنکھوں سے ہوئے عابدؑ مضطر کے عیاں
کشمکش ایسی ہوئی جیسے کھنچے جسم سے جاں   کس قدر کرب سے گویا ہوا وہ کرب نشاں
ظلم کی تھاہ ہو ممکن تو ہے بدلا ممکن
کیسے ممکن وہ کہا جائے جو ہو نا ممکن

نیزۂ ظلم شباب علی اکبرؑ کی قسم   ہمت و جرأت عباسؑ دلاور کی قسم
پارہ پارہ جسد قاسمؑ بے پر کی قسم   تیر سہ شعبہ گلوئے علی اصغرؑ کی قسم
قید و تشہیر کا خون شہدا کا بدلا
ہے بھی امکان میں اس کرب و بلا کا بدلا

www.emarsiya.com

حرملہ قاتل بے شیر ہو بس خون میں تر   تیغ کی دھار ہو اور سعد کا منحوس پسر
قتل ہو خوار ہو بس ابن زیاد خود سر   خون شبیرؑ کا بدلا کہ کٹے شمر کا سر
چند سفاک و بد اطوار و بد اختر کا لہو
اتنا ارزاں تو نہیں سبط پیمبرؐ کا لہو

مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا میں کروں خوں طلبی   پوچھو اس ماں سے کہ جس ماں کی ہو یوں کوکھ جلی
انتقام اپنے دل و جاں کا اگر لیں تو علیؑ   انتقام اپنی بضاعت کا اگر لیں تو نبیؐ
تم کو اللہ کی میں کیسے نیابت دے دوں
یہ مرا حق نہیں میں کیسے اجازت دے دوں

ہائے وہ خون میں ڈوبی ہوئی غم کی گفتار   مرثیہ جس کا تھا ہر لفظ تو لہجہ خونبار
سوز آواز میں وہ تیر الم دل سے ہو پار   جوش رقت کا بڑھا ہو گئے بس چپ مختار
مضطرب حال جو بیٹھے تھے تو مضطر اٹھے
اور اک بار غم و درد کا لے کر اٹھے

تولتے خود کو رہے آہ و فغاں ضبط کئے   آگ سینے میں لگی اور جواب اشک پیئے
کانپ اٹھی روح خیالات نے چرکے وہ دئے   آئے خدمت میں محمد کی عجب کرب لئے
گونج سی نارۂ ھل من کی جو ہے کانوں میں
اک طلاطم ہے مچلتے ہوئے ارمانوں میں

درد کی آگ میں جلتا تھا محمد کا جگر   داغ محرومئ نصرت کا چھری تھا دل پر
زندگی خوں میں تھی ڈوبا ہوا لاشہ بن کر   اشک آنکھوں میں تھے اور لب پہ فغاں آٹھ پہر
آنکھ میں پھرتی جو تھی صورت زیبائے حسینؑ
ہر نفس لب پہ تھی بس ایک صدا ہائے حسینؑ

نوحۂ غم تھا کبھی عون کا جعفر کا کبھی   یاد قاسمؑ کی کبھی ذکر تھا اکبرؑ کا کبھی
تذکرہ دل سے تھا عباسؑ دلاور کا کبھی   مرثیہ ہونٹوں پہ تھا سبط پیمبرؐ کا کبھی
حال جب زینبؑ و کلثومؑ کا یاد آتا تھا
دل پہ جیسے کوئی تلوار لگا جاتا تھا

یہ محمد کا تھا عالم کہ جب آئے مختار — تعزیت اور تمنا کا کیا اک اظہار
حوصلہ دیکھ کے غازی کا یہ بولا جرار — تم کو راس آئے مودت کا یہ ذوق بیدار
حق کی نصرت میں اٹھو اجر رسالت کی قسم
دین کی بات رکھو روح شریعت کی قسم

ظلم کیا تم پہ نہیں صبر وشکن وہ آلام — ظلم کیا تم پہ نہ تھی در بدری بلوۂ عام
ظلم کیا تم پہ نہیں وہ ستم کوفہ و شام — ظلم کیا تم پہ نہیں قتل ہوئے یوں جو امام
ظلم جو تم پہ ہوئے ان کے تقاضے سمجھو
دین کے حق کے شریعت کے اشارے سمجھو

رہبر عزم ہے انصار کا وہ ذوق جلی — بیعت ان سے بھی تو سرورؑ نے اٹھا ہی لی تھی
نصرت حق سے رکے کب وہ ارادے کے دھنی — حق کی نصرت ہے یہی حق کی بصیرت ہے یہی
اپنے اقدام کی اس ڈھنگ سے تشکیل کرو
عہد جو دل میں ہے اس عہد کی تکمیل کرو

یہ اشارے لئے مختار مدینہ سے چلے — اپنے دل اپنے خیالات سے باتیں کرتے
نصرت حق کے نگاہوں میں لئے کچھ خاکے — خانۂ حق میں بہ اخلاص عقیدت آئے
دیکھنے کے لئے راز خلش ابن زہیر
نگہہ غور سے پرکھی روش ابن زہیر

حاکم شام سے نفرت کا تو ساماں دیکھا — آل سے حسن مودت کا نہ ارماں دیکھا
عمل و قول کا الجھا ہوا عنواں دیکھا — دین کے بھیس میں سب جہل نمایاں دیکھا
ہوس جاہ کی بگڑی ہوئی تصویر ملی
وہی لہجہ وہی گمراہی تقریر ملی

جب وطن لوٹ کے آئے تو عجب تھا انداز — کربلا دیتی تھی ہر گام پہ جیسے آواز
اے مرے صاحب دل عمر تمنا ہو دراز — ہے قصاص شہدا بخت کا تیرے اعزاز
جوش الفت کی ادا زور ولا بن کر اٹھ
اٹھ بس اب فاطمہ زہراؑ کی دعا بن کر اٹھ

www.emarsiya.com

صبر واخلاص سعیدی نگہہ وگوش میں ہے — نظم وگفتار زہیری لب خاموش میں ہے
سلسلہ ہوش بریری کا ترے ہوش میں ہے — حوصلہ جوش حبیبی کا ترے جوش میں ہے
غیرت دین و یقیں دیکھ رہی ہے تجھ کو
اٹھ کہ مقتل کی زمیں دیکھ رہی ہے تجھ کو

متحرک تھے خیالات تو جذبہ بیدار — آتی جاتی ہوئی سانسیں تھی چمکتی تلوار
عزم کے ہوش میں وہ جوش عمل بر سرکار — وہ مودت کی بہاریں وہ تولا کا نکھار
زلف تدبیر کی تقدیر جو سلجھائی تھی
جیسے لبیک کی ہر سو سے صدا آئی تھی

غیرت کوفہ کے ہونٹوں پہ ہے پیہم فریاد — وائے بر حال کہ حاکم ہیں ابھی اہل عناد
ظلم کے ہیں وہی تیور نہ سہی ابن زیاد — اموی ظلم کا حامل ہے زبیری بیداد
خون ہی خون ٹپکتا ہے ہر افسانے سے
حکم بدلے نہیں حاکم کے بدل جانے سے

اینٹھتے پھرتے ہیں ارباب شقاوت اب بھی — مطمئن بیٹھے ہیں ارباب ضلالت اب بھی
برسرکار ہیں بد ذات بہ نخوت اب بھی — ہائے مختار یہ ہے کوفہ کی حالت اب بھی
یا اب اٹھو کہ سر ظلم وستم جھک جائے
یا ہمیشہ کو دھڑکتا ہوا دل رک جائے

یہی آواز سکوت در و دیوار نے دی — یہی آواز چھلکتے ہوئے بازار نے دی
یہی آواز خلوص و روش کار نے دی — یہی آواز دل و دیدۂ بیدار نے دی
سانس وہ سانس ہے جو وقت پہ تلوار بھی ہو
ہے اگر زیست تو پھر زیست کا معیار بھی ہو

جہل ہو جن کا چلن کیوں انہیں عالم کہئے — پیکر غیظ و غضب کو تو نہ کاظم کہئے
شاتموں کے جو ہیں حامی انہیں شاتم کہئے — ظلم پر راضی و خورسند کو ظالم کہئے
بد روش ہے جو نہ ٹھکرائے روش باطل کی
وہ بھی قاتل ہے حمایت جو کرے قاتل کی

اہل بدعت سے تنفر کے جو جذبے تھے چھپے   ولولے نصرت حق کے جو دلوں میں تھے دبے
ترے تیور کا سہارا جو ملا جھوم اٹھے   خود ہی سب اہل وفا گرد ترے جمع ہوئے
ایک دل ایک زباں جذبِ تولائی سے
کارواں بن گیا افراد کی یکجائی سے

نگہہ غور سے حالات کو تونے پرکھا   دل کے کانوں سے سنی نظم عمل کی وہ صدا
پردۂ مکر حکومت میں ہیں ارباب دغا   تاج اور تخت کے سایہ میں ہے تحریک جفا
آ گیا وقت نہ ہو اور توقف مختار
تاج اور تخت پہ لازم ہے تصرف مختار

تھے جو ارباب ولا ظلم کی ہیبت میں اسیر   تیری آواز پہ بس جاگ اٹھے ان کے ضمیر
نصرت حق میں براہیم سا مرد تدبیر   تیرے ہمراہ ہوا لے کے وفا کی شمشیر
قہر جمہور کی بد عہدوں پہ تلوار گری
ایک ٹھوکر میں فقط ریت کی دیوار گری

ہو کے سرشار ولا جھوم اٹھی دین کی راہ   عزم ہانی نے کہا بڑھ کے کہ ماشاء اللہ
روح میثم نے صدا دی کہ ہوں میں بھی ہمراہ   ہاں حق آل نبیؐ دیکھ مرے حق آگاہ
حق کا لب حق کا دہن حق کی زباں ساتھ میں ہے
اٹھ کہ توفیق صداقت نگہاں ساتھ میں ہے

اقتدار آیا جو ہاتھوں میں تو تیرا وہ چلن   عیش سے دور رہی فقر و قناعت کی لگن
دل میں بس ایک ہی دھن لب پہ یہی ایک سخن   آئیں اب سامنے کس سمت ہیں غدار چمن
کس طرف آج وہ تنظیم حریفانہ ہے
کربلا جس کے مظالم کا اک افسانہ ہے

بر سر کار ہوا یوں جو خلوص کردار   خود بہ خود دل میں ہوا جوش عقیدت بیدار
برملا عہد تولا کا وہ ہر سو اظہار   عزم تھا اہل مودت کا کہ حق کی تلوار
دیں کی شمشیر چلی قتل جفا کار ہوئے
قاتل و ظالم و بد عہد گرفتار ہوئے

www.emarsiya.com

اک خلش تھی نہ بچیں اب وہ جفا کے پیکر   کربلا جن کے مظالم کا ہے خونی منظر
ہر طرف صرف عمل تاک میں ارباب نظر   بھاگ جائیں نہ کسی اور طرف بانیِ شر
کوئی سرکش کوئی مکار نہ بچنے پائے
کوئی ظالم کوئی غدار نہ بچنے پائے

آیا جب ہو کے گرفتار حصین ابن نمیر   پھر گئی آنکھ میں ہم شکل نبیؐ کی تصویر
موت جس کی تھی بھرے گھر کے لئے غم کا تیر   لاش پر جس کی عجب حال میں پہنچے شبیرؑ
روشنی آنکھ کی رستے میں کہیں چھوٹ گئی
درد وہ دل میں اٹھا تھا کہ کمر ٹوٹ گئی

تیغ ارباب مودت کی تھی اور اہل ستم   قتل خولی ہوا، مارا گیا شمر اظلم
ہو گیا سر عمر سعد بد اختر کا قلم   آتی رہتی تھیں مدینہ میں یہ خبریں پیہم
جو خبر آئی مسرت کا وہ عنوان بنی
آل اطہار کی تسکین کا سامان بنی

دیدنی ہے ترے اقدام کا مختار آل   تیرے اخلاص تولا کی سند فرحت آل
تاج اور تخت کے مصرف کا وہ ہر آن خیال   حرملہ کیا ابھی زندہ ہے یہ عابدؑ کا سوال
ہائے وہ تیر لہو جس سے ٹپکتا ہی رہا
بعد ’’الشام‘‘ بھی پہلو میں کھٹکتا ہی رہا

سن کے یہ تذکرۂ ہادیٔ برحق مختار   جھک گئے شکر کے سجدے میں بہ چشم خونبار
شکر ہونٹوں پہ تھا اور لب پہ یہ حق کی گفتار   مل گئی ہے مرے اقدام کو توفیق وقار
دل کو قوت تو ارادے کو مدد بخشی ہے
میرے ہادی مرے مولا نے سند بخشی ہے

جوش اور ہوش بڑھے حق کا توازن بن کر   حرملہ قید ہو اس فکر میں پھیلا لشکر
یوں تو کیا کیا نہ لعیں مکر کے کھیلا چکر   اہل اخلاص سے ہو پایا نہ لیکن سر بر
قاطع کلمۂ شبیرؑ گرفتار ہوا
قاتل اصغرؑ بے شیر گرفتار ہوا

سامنے آیا جو ظالم تو وہ دربار کا حال　　آ گیا سامنے عاشور کا وہ وقت زوال
وقت وہ جب نہ تھا کچھ اپنے پرائے کا خیال　　طفل ہاتھوں پہ تھا اور ہونٹوں پہ یہ حق کا سوال
میں نہیں کہتا کہ مشکیزے میں لا دو پانی
مرے مرتے ہوئے بچے کو پلا دو پانی

گرم انصاف کا کوفہ میں جو بازار ہوا　　جذبۂ حق و یقیں دین کا معیار ہوا
سر چھپانا ستم و جور کو دشوار ہوا　　غل ہوا اک جو بن سعد گرفتار ہوا
اسی ظالم نے شہ تشنہ دہاں کو مارا
ہوس رَے میں امام دو جہاں کو مارا

بندش آب ہوئی حکم سے اس کے شہ پر　　تیر پہلا تھا اسی کا جو ہوا ظلم سے سر
حکم اس کا تھا جو لوٹا گیا شبیرؑ کا گھر　　چھن گئی زینبؑ و کلثومؑ کے سر سے چادر
آگ خیموں میں لگائی گئی محروموں کے
گھوڑے دوڑائے گئے لاش پہ مظلوموں کے

رسیاں ظلم کی اور آل پیمبرؐ افسوس　　در بہ در زینبؑ و کلثومؑ کھلے سر افسوس
طوق و زنجیر کا تشہیر کا منظر افسوس　　اور پھر دین کے دعوے بھی زباں پر افسوس
کبھی بازاروں کی آفت کبھی درباروں کی
قتل سادات کا اور عید جفا کاروں کی

ہو کے جب قید علمدار کا آیا قاتل　　ذکر غازی کا چھڑا ہو گئی مجلس بسمل
جس کا ایثار ہے معراج وفا کی منزل　　جس کے پہلو میں دھڑکتا ہوا کرار کا دل
مر گیا حق و صداقت کا علم لہرا کر
جس نے پانی نہ پیا نہر پہ قبضہ پا کر

سامنے قاسمؑ بے پر کے جو قاتل آئے　　ذکر پامالیٔ تن، کر گیا دل کے ٹکڑے
ہائے بچپن کے وہ تیور وہ ارادے دل کے　　جس کی فرقت کوئی قلب شہ دیں سے پوچھے
ہو بیاں کیسے غم و درد کی اس حالت کا
غش پہ غش آتے تھے بس جوش تھا یہ رقت کا

www.emarsiya.com

جس کی نظروں میں اجل شہد ہو جیسے میٹھا　　رن میں آیا تھا کہ بارات کا جیسے دولہا
جوش بیدار شہادت جسے ورثے میں ملا　　نیمچہ ہاتھ میں اور تن پہ فقط ایک کرتا
ہر کڑی جھیل گیا بل نہ پڑے ابرو پر
کربلا بن کے تھا تعویذ پدر بازو پر

اف وہ پیرائے ہوئے ہونٹ وہ اینٹھی گردن　　ہائے پیلا وہ بدن پیاس سے وہ خشک دہن
بند آنکھوں میں وہ حلقے وہ رگوں میں اینٹھن　　ہائے ننھی سی وہ جاں ہائے وہ محصور محن
چند سکوں کے لئے ظلم اور ایسا ظالم
تیر سہ شعبہ اور اس عمر کا بچہ ظالم

شور گریہ میں وہ اک ولولۂ جوش ولا　　سارے دربار کے ہونٹوں پہ تھی بس ایک صدا
کاٹ کر سر کو تن نحس جلا دو اس کا　　بد دعائے لب معصوم وہ تفصیل سزا
برق جو دل میں تھی احساس کی دھڑکن بن کر
سر پہ ظالم کے گری آتش و آہن بن کر

تن ناپاک سے غدار کا سر کر کے جدا　　تو نے خدمت میں محمد کی بہ سرعت بھیجا
خانۂ آل میں ہر سمت تھی ماتم کی صدا　　جب مدینہ میں یہ کہتا ہوا قاصد پہنچا
ظالم و سرکش و بے پیر کا سر لایا ہوں
قاتل اصغرؑ بے شیر کا سر لایا ہوں